موت کی آرزو کرنا خدا کی کسی وعدہ خلافی کے سبب سے تھا۔ بلکہ یہ رنجیدگی ایسی ہے جیسے ہر ایک بشر کو نعمت کے فوت ہونے یا کسی مصیبت کے پیش آجانے سے ہوتی ہے۔ جسکو دوسرے لفظون مین غم و افسوس و ملال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایسے کلمات کے سبب نیک لوگون پر یہہ گمان نہین کیا جاتا کہ وہ خدا تعالے پر خفا ہو گئے ہین۔ اسپر ایسا گمان انہی لوگون کا ہے جنکا خود خدا تعالے اور اسکے رسولون پر ایمان و اعتقاد نہین ہوتا۔

کادیانی کی نوین بات اور فخریہ الزام کا جواب بہی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ اب اے کادیانی جی ذرا آنکہین کھولکر دیکھو کہ یونس نبی کی کتاب کے الفاظ و فقرات کی تشریح سے کیسا ثابت ہو گیا کہ حضرت یونس نے اس وعدہ اور خبر عذاب کو جو خدا کی طرف سے انکو ملی تہی قطعی نہ سمجہا تہا۔ بلکہ شرطی اور ایمان سے ٹلجانے والی سمجہا تہا۔ اور ان کا خدا تعالے کی نسبت پچہتانے کا لفظ استعمال کرنا۔ (اگر صحیح تسلیم کیا جائے) ان معنے سے نہین ہوا جن سے اس وعدہ کا قطعی ہونا ثابت ہو۔ اور آپکا رنجیدہ ہونا خدا تعالے پر نہ تہا۔ اور نہ موت کی آرزو کرنا خدا کی وعدہ خلافی کے گمان سے تہا۔ مگر آپ مین کچہہ حیا و شرم ہو۔ تو آپ اب بہی مان جائین کہ ہمنے کتاب یونہ کا حوالہ محض غلطی سے دیا ہے۔ اور اس سے ہمارا مطلب ثابت نہین ہوتا۔

کادیانی کی دسوین بات کا جواب بہی اسکے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ کادیانی جی! اب تو ہر ایک پہلو سے آپ قابو مین آگئے۔ آپکی ہر ایک بات کے متعدد جوابات دندان شکن دئے گئے جنمین آپ کو چون و چرا کرنے کی گنجایش نہین۔ اور اگر آپ گنجایش سمجہتے ہین تو جواب دین اور دو ہزار روپیہ انعام لین۔ جسکا وعدہ ہم عبداگانہ اشتہار مین دینے کو طیار ہین۔

اس دسوین بات کے اخیر مین جو آپنے خاکسار سے قسم کہانیکی درخواست کی ہے اسکی اجابت و قبولیت تفصیل کے ساتھ اس مضمون مین ہو گی جو اشتہار متضمن عذر

عدم وفات شوہر ثانی زوجہ فرضی کادیانی کے جواب مین شایع کیا جائیگا۔

اس مقام مین اس درخواست کی ایک بات نوٹس لینے کے اور ناظرین کو توجہ دلانے کے قابل ہے کہ اس درخواست مین پہلے آپنے ہمارے قسم کہانے پر مستعدی ظاہر کرنیکو طمع مال اور لالچ کیوجہ سے قرار دیا۔ اور آخیر مین اسکو بے ایمانی ٹہیرایا ہے۔ جس سے آپنے یقین دلایا ہے کہ جو شخص آپکے مقابلہ مین قسم کہانیکو مستعد ہوگا اسکو آپ پہلے قسم کہانے سے لالچی بناکر اس قسم سے ہٹا دینگے اور جب وہ اپنی صداقت پر جرأت کرکے قسم کہالیگا۔ تب آپ اسکو بے ایمان کہکر یہ طعن کرینگے کہ بے ایمان جہوٹی قسم کہا گیا ہے۔ اس سے اہل انصاف یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ آپکے مقابلہ مین اگر کوئی شخص کسی قسم کی دین یا دنیا مین عزت وحیثیت رکہنے والا قسم کہانے سے انکار کرے تو حق بجانب اسکے ہے۔ اور مسٹر عبداللہ آتہم جو آپکے چار ہزار روپیہ دینے پر بہی قسم نہین کہاتا تو اسکی ایک وجہ (علاوہ ممانعت مذہبی کے جسکا وہ مدعی ہے) یہ بہی ہو کہ وہ دنیا مین آپسے زیادہ عزت وحیثیت رکہتا ہے۔ آپکا گذارہ تو اسی گدائی اور کہانت کی کمائی پر ہے جو آپ جہوٹے مسیح اور جہوٹے مہدی بنکر کما رہے ہین۔ اور وہ اس وقت پنشن یاب ہونیکی حالت مین بہی ایک ہزار روپیہ ماہوار کے قریب آمدنی رکہتا ہے لہذا وہ اس دنیاوی عزت کے لحاظ سے بہی قسم کہانا قبول نہین کرتا۔ اور آپسے لالچی و بے ایمان کہلانا نہین چاہتا۔ وہ قسم کہانیکو مستعد ہوگا تو آپ اسکو ضرور لالچی کہینگے اور جب وہ قسم کہا جائیگا تب آپ اسکو بے ایمان بتائینگے اور ایسے لوگ مالدار اور ذی عزت دنیا مین بہت ملینگے جو ہزارون روپیہ کا نقصان قبول کرتے ہین مگر سچے ہوکر بہی قسم نہین کہاتے۔ اور بے ایمان معترضین کی اس تہمت سے ڈرتے ہین کہ فلان شخص جہوٹی قسم کہائیگا۔

عبداللہ آتہم کے قسم کہانیکی یہی وجہ ہمنے اپنی کسی مجلس وعظ مین بیان کی تہی جسکو آپنے اپنے اشتہار چار ہزار کے صـ۱۱ مین نقل کرکے اسکا جواب دیا ہے۔ کہ ایسا روپیہ لینا جو بغیر میل نفس کے ہو لالچ نہین مگر آپکی اس بدزبانی اور اتہام لالچ و بے ایمانی سے جو خاکسار کے ارادہ قسم کہانے پر آپسے ظاہر ہوئی ہے وہ جواب رد ہوگیا۔ اور معلوم ہوگیا کہ گو واقعہ مین سچی قسم کہانا اور اس ذریعہ سے مال حاصل کرنا لالچ

نہین۔ مگر آپ ازراہ ایمانداری اسکو ضرور لالچ بنا دینگے۔ مگر آپ کو یہہ معلوم ہو کہ خاکسار آپکی دھمکی اور تہمت لالچ و بے ایمانی سے نڈریگا۔ اور آپکے مقابلہ مین ضرور قسم کہائیگا۔ اور اس تہمت سے آپکی دہان بندی بین کریگا۔ کہ اس قسم کے عوض مین آپسے مال دُنیا کا طالب ہوگا بلکہ اس چیز کا طالب ہوگا جسکو کوئی بے ایمان بھی طمع دنیاوی نکھہ سکیگا۔ آپ تو بے نظیر جالباز دجال باز ہی ہین۔ مگر یہہ خاکسار بھی آپکی چال کو تاڑ جاتا ہے۔ اور جس رنگ مین آپ آوین پہچان جاتا ہے۔ ؎ بہر رنگے کہ آئی خدا را سم + لہذا وہ آپکے داؤ مین نہین آتا۔ اور بحکم "وذروا ظاہر الاثم وباطنہ" آپکو گہر یہہ صاف کر (الخلاء) تک پہنچا دیتا ہے۔

سب سے آخیر جو آپنے دہریہ ہونیکا اشارہ کیا ہے اسکا جواب خاکسار آپکو کچھہ نہین دیتا۔ اول خدا تعالے پھر اسلامی دُنیا جو آپکے اور خاکسار کے تالیفات سے بین نظر رکہتی ہے خوب جانتے ہین۔ کہ دہریہ کون ہے۔ کون خدا تعالے کو اسکی صفات سے نہین مانتا۔ اور خدا تعالے کو جہوٹ بولنے والا علم و قدرت سے معطل نیچر مین تصرف کرنے سے عاجز جانتا ہے اور کون اسکے نبیون کو جہوٹ بولنے والے اور انکے معجزات کو سمریزم اور شعبدہ بازی قرار دیتا ہے وعلی ہذا القیاس۔

صفحہ ۶۰ سے یہانتک کادیانی کے اشتہار چار سوالہ کے ان دلائل کا جو وعید (وعدہ عذاب) کے ثبوت مانگنے پر آپنے پیش کئے ہین جواب ہو۔ ذیل مین اسکے ایک حوالہ کے ساتھہ کل قسم کے دلائل کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ انکے جملہ دلائل کا جواب یکجا ادا ہو۔ اور طالب تحقیق کو پریشانی نہو۔

ایک جاہل دجال کادیانی نائب سیالکوٹی نے ایک رسالہ تفہیم حق (جو درحقیقت تفہیم[۵۱] حق بجائے حلی ہے) اپنے نام کو چہپا کر خامد و خائل بنکر شہر کیا ہے۔ اسمین آپنی گیارہ آیتین پیش کی ہین۔ جنسے بزعم خود کادیانی کا دعوی ثابت کرنا چاہا ہے۔ از آنجملہ چھہ آیات تو وہی۔ یا ان کے مضمون کی آیات ہین۔ جنکو کادیانی نے پیش کیا۔ اور ہمنے اسکا جواب دیدیا۔

پانچ اور ہین۔ جنکا جواب استقام مین مناسب ہے۔

اول۔ جو اس رسالہ مین بہی نمبر اول ہے وہ آیت ہے۔ جسمین یہ بیان ہے کہ ہم نے

---

[۵۱] تفہیم بجائے علی کر کے سیالکوٹی نے کہین اپنے حق کے نور پر تحریف و تنقیط کی سیاہی ڈالنا۔

کسی بستی مین کوئی نبی نہین بھیجا۔ مگر اسکے لوگون کو فقیری اور بیماری مین پکڑا تاکہ وہ لوگ عاجزی کرین۔

(۱) وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون ۵

(۲) ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون ۵

(۳) ولما وقع علیھم الرجز قالوا یا موسی ادع لنا ربک بما عھد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک

دوسری وہ آیت جو اس رسالہ مین نمبر ۲ ہے اور اسمین بیان ہے کہ مکہ والون نے کہا اے رب ہمارا عذاب (محط) اٹھادے۔ ہم ایمان لائینگے تو خدا نے فرمایا کہ ہم یہ عذاب اوٹھا دینگے مگر تم پھر کفر مین عود کروگے۔

تیسری۔ وہ آیت جو اس رسالہ مین نمبر ۳ ہے۔ اور اسمین یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا مانگ وہ ہمارا عذاب اٹھادے تو ہم ایمان لاوینگے۔ اور جب عذاب اوٹھایا گیا تو پھر انہون نے وہی کفر کیا۔ مگر اس جاہل خامد و خامل نے اتنا نہ سوچا کہ کادیانی کا دعوے تو موعود عذاب موت کے ٹل جانیکا ہے۔ اور ان آیات مین جن عذابون کی تضرع و دعا و ایمان سے ٹل جانیکا ذکر ہے۔ وہ عذاب نہ تو موت و ہلاکت کے عذاب ہین اور نہ موعود و موقت الزمان۔ پھر ان آیات سے اس کا استدلال کرنا اپنی دجالیت اور حماقت کا اظہار نہین تو اور کیا ہے۔ ایھا الخامد الخامل ایسے عذاب ماودن الہلاک قطعی موعود و موقت الزمان نہین ہوتے۔ اسلئے یہ توبہ و استغفار سے (گو عارضی و جھوٹی ہو) ٹلجاتی ہین۔ بلکہ پہلی آیت تیری تمسک بہا مین صاف بیان ہے کہ یہ عذاب اسواسطے بھیجے جاتے ہین کہ لوگ ان عذابون سے ڈر کر عاجزی کرین اور وہ عذاب ٹلین۔ لفظ لعلھم یضرعون کو پڑھ اور اسکے معنے کسی اہل علم سے پوچھکر شرمندہ ہو۔

(۴) وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون

چوتھی آیت وہ ہے جو اسکے رسالہ تفہیم مین نمبر ۴ ہے جسمین یہ بیان ہے کہ خدا تعالے اس حالت مین عذاب نہین بھیجتا جبکہ لوگ خدا سے بخشش مانگتے ہون۔ اس آیت کے تمسک سے بھی اس جاہل خامد و خامل نے اپنا جہل ظاہر کیا ہے اور اتنا نہ سوچا

کہ جس خیالی و فرضی استغفار نے عبداللہ آتھم کی موت کو ٹلا دیا۔ وہ اس پیشگوئی (دروغگوئی۔) کے وقت اور اس سے پہلے بھی عبداللہ آتھم میں موجود تھا۔ پھر اس استغفار کے ساتھ عذاب موت کا ڈر کیوں سنایا گیا۔ تیرے مرشد کے احمق مہم (معلم الملکوت) کو اتنی خبر نہیں کہ ایسا استغفار تو تمام پادری اور خاصکر عبداللہ آتھم اکثر اوقات اور خاصکر نمازوں میں کرتے رہے ہیں یہ تو نہیں ہوا کہ جب پیشگوئی کا وقت ٹلنے لگا تھا اسی وقت وہ استغفار اس سے وقوع میں آیا۔

پانچویں آیت وہ ہے جو اس رسالہ میں نمبر ۴ ہے اور اسمیں یہ بیان ہے کہ جنگ احزاب میں دشمن تمہارے اوپر سے آپڑے۔ تو تم لوگ اللہ تعالےٰ پر برے گمان کرنے لگ گئے۔ اور منافق لوگ

(۵) اذجاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم الخ اُٹھے کہ خدا اور رسول نے ہمسے دہوکا کا وعدہ کیا تھا۔

اس سے اس جاہل خامد و خاسل نے یہ بات نکالی ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے قطعی وعدوں کو ان کے وقت سے ٹلا کر دوسرے وقت پر ظاہر کیا کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کو برے گمان پیدا ہوتے ہیں۔ اس استدلال میں بھی اس خامد خاسل نے اپنا جہل ظاہر کیا۔ اور اتنا نہیں سمجھا کہ جس نصرت اور وعدہ کے ظہور میں توقف ہوا اور اس سے کچے لوگوں کو برا گمان پیدا ہوا۔ اسکا وقت ظہور خدا تعالےٰ نے مقرر وقت نہ کیا تھا جن لوگوں کو برا گمان ہوا انہوں نے اسکی مت قریب سمجھنے میں۔ خود دہوکا کھایا۔ خدا تعالےٰ نے ان کو دہوکا نہیں دیا۔ اور نہ خود جھوٹ بولا ہے اے خامد خاسل اس آیت اور اسکے نظائر متی نصر اللہ وظنوا انھم قد کذبوا کی تفسیر و دائمی سنت میں نکلوا کر کسی عالم حدیث سے سن اور اپنے ایسے اعتقاد سے کہ خدا تعالےٰ اپنے موقت وعدوں کو دوسرے وقت پر ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور کسیقدر جھوٹ بھی بول لیا کرتا ہے توبہ کر ورنہ تیرے لئے جہنم تیار ہے۔

اس تفصیل سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جن آیات سے کادیانی اور اسکے گمراہ اتباع موقت و موعود عذاب موت کے ٹلجانے پر استدلال کرتے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں

جس سے انکا دعوی اور باطل اعتقاد ثابت ہو ان آیات کی تفسیر مین کادیانی اور اسکے اتباع سے دجالیت سے کام لیا ہے۔ اور آیات قرآن مین یہودیون سے بڑھکر تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکا دیا ہے۔

یہ کادیانی کے اس دعوی کا کہ کسی قسم کے ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹل جایا کرتا ہے اور اسکے دلایل کا **ردوالبطل** ہے۔ اب ہم اسکا معارضہ کرتے اور اسکے مقابلہ مین یہ ثابت کرتے ہین کہ عذاب موعود قطعی جسمین موت و ہلاکت کی وعید ہو۔ نہ کسیقدر ڈر جانے سے ٹلتا ہے۔ نہ پورے ایمان لانے سے اور خدا تعالے اپنے وعید (عذاب کی خبر) مین کبھی جھوٹ نہین بولتا۔ کادیانی اور اسکے اتباع مفتری وملعون ہین جو خدا تعالے کا اپنے وعید مین جھوٹا ہونا تجویز کرتے ہین۔

کسیقدر ڈر جانے سے عذاب موعود کے نہ ٹلنے پر یہہ دلیل ہے کہ خوفناک خبر سُنکر کسی قدر ڈر جانا ایک طبعی اور فطرتی اور قدرتی امر ہے۔ گو مخبر کے صدق کا سننے والے کو یقین نہ ہو۔ یہ خوف صرف احتمال صدق سے پیدا ہو جاتا ہے۔ گو آخر کو قائم نہ رہے

تمثیلات۔ (۱) کوئی طبیب کسیکو کہدے کہ تو فلان مرض کے سبب اتنے دنون کے بعد مر جائیگا تو سُننے والا گو کیسا ہی صاحب حوصلہ ہوشیار ہو۔ اور اس طبیب کا پورا معتقد نہ ہو سنکر اول وہلہ ضرور ڈر جائیگا۔ اور یہہ کہیگا کہ شاید بحکم ؎

گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

اسکی تشخیص درست ہو۔ گو وہ آخر سنبھل جائے۔ اور اس طبیب کا کاذب یا غیر ماہر ہونا ثابت ہونے پر اس خوف کو دور کرے۔ (۲) کوئی رمّال یا جوتشی یا نجومی کسیکو اگر یہہ کہدے کہ اتنے دنون مین تیری جان یا مال کو نقصان پہنچیگا۔ تو سننے والا گو مطلق علم نجوم یا رمل یا جوتش کا منکر ہو یا خاص کر اس شخص کے نجومی جوتشی ہونے کا انکاری ہو ایک دفعہ تو ضرور خائف و متردد ہو جائے گا اور یہہ کہیگا کہ شاید علم نجوم و جوتش و رمل واقعی علوم ہون۔ یا اس شخص مین ان علوم کا حصہ ہو

در بیشہ گمان مبر کہ خالی ست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

گو آخر وہ ان علوم کی نفی یا اس شخص مین ان علوم کے پائے نہ جانے پر دلائل قایم کرکے سنبھل جائے۔ اور بے فکر ہو جائے۔ (۳) جس شخص کو کوئی جھوٹا جانتا ہو وہ اگر اسکو یکایک اگر خبر دے کہ فلان شخص تیرے مار ڈالنے کی فکر مین ہے۔ اسکی یہ خبر سنکر سننے والے کو ضرور خوف پیدا ہوگا۔ اور وہ یہہ کہیگا کہ شاید یہ شخص لعلکم ان الکذوب قد یصدق اس خبر مین سچا ہو۔ گو آخر بعد تحقیقات اس کے جھوٹ کا یقین کرکے بیفکر ہو جائے۔ (۴) جو لوگ نئی روش نئے علوم کی مارے آکر وجود خارجی جنون اور شیاطین سے منکر ہین۔ انمین سے اگر کسیکو یہ کہا جاوے کہ فلان مکان مین جن رہتا ہے اور اسکے ایسے ایسے افعال و حرکات مشاہدہ مین آچکے ہین۔ تو وہ تنہا خصوصاً رات کے وقت اس مکان مین جائیگا تو اسکے دلمین کسیقدر خوف و دہشت ضرور پیدا ہوگا گو آخر وہ سنبھل جائے۔ (۵) مسلمان ہندؤن کو اور ہندو مسلمانون کو گمراہ جانتے ہین مگر بعض لوگ ایک فریق کے دوسرے فریق کے فقیرون اور عاملون سے ضرور ڈرتے ہین۔ اور ان کی بددعا سے بچتے ہین۔ اور ان کی دعا اور جھاڑ پھونک کے طالب ہوتے ہین۔ حالانکہ ان کو ہا الیقین حق و نجات پر نہین سمجھتے۔ (۶) قوم فرعون حضرت موسی کو نبی برحق نہ جانتے بلکہ جادوگر کہتے تھے۔ مگر ساتھہ ہی اسکے وہ ان عذابون کو ایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک جو ان پر وارد ہوتے موسیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ سمجھکر ڈرتے بھی تھے اور کہتے تھے کہ اے ساحر تو خدا سے دعا مانگ کہ وہ عذاب اٹھا دے۔ تب ہم ایمان لے آوینگے۔ (۸) مکہ کے کافر آنحضرت کو نبی برحق نہ مانتے مگر انپر قحط آیا۔ تو وہ اس سے ڈر کر آنحضرت سے دعا کے ملتجی ہوئے۔ (ان دو مثالون کو کادیانی نے بھی تسلیم کیا۔ اور ان سے غلط نتیجہ نکالا ہے)۔ (۹) ایک مثال مین اپنے آپ پر گذری بیان کرتا ہون۔ مین کادیانی کو دہریہ کافر مرتد۔ زندیق۔ جانتا ہون۔ اور اسکے عامل سحر و مسمریزم ہونیکا بھی یقین نہین رکھتا۔ اور اسکو صرف فقرہ ساز دھوکا باز اور لاف زن جانتا ہون۔ بایں ہمہ مین ۱۸۹۱ء مین جب اسکے سامنے بمقام لودہانہ گیا۔ تو اس خیال سے کہ مبادا اسکو سحر یا مسمریزم مین دخل ہو اس سے ڈر کر اسکے

ساتھ چار چشم نہ ہوا۔ اور معوذتین اور آیۃ الکرسی پڑھکر اپنے بدن پر پھونکے اسکی مجلس مین ٹھہرا۔ اور جب تک اسکی مجلس مین رہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا رہا۔ اور ڈرتا رہا۔ کہ شاید یہ عامل سحر یا مسمریزم ہو۔ اور اسکا منتر یا نظر مجھ پر چل جائے۔

ان تمثیلات سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ کسیقدر ڈر جانا ہر ایک خوفناک خبر سُنکر ایک طبعی اور فطرتی امر ہے۔ جس سے کوئی صاحب فطرت سلیمہ انکار نہین کرسکتا۔ اس قاعدہ سے ہم یقین کرسکتے ہین کہ جن اقوام عاد اور ثمود وغیرہ پر خدا کا عذاب آیا۔ وہ اس عذاب کی خبر سُنکر ضرور کسیقدر ڈر گئے ہونگے۔ مگر وہ عذاب ان سے نہین ٹلا۔ اور وہ لوگ ہلاک کئے گئے۔ اس تجویز کے موید قرآن کی وہ آیت ہے جسمین عام اقوام کا حال بیان ہوا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کا عذاب آیا۔ تو وہ ڈر گئے۔ اور چلا اٹھے اس سے وہ عذاب نہ ٹلا۔ اور خاصکر وہ حالات شاہد و موید ہین۔ جو مفسرین نے قصہ عاد و ثمود مین بیان کئے ہین۔

حتی اذا اخذنا مترفیھم بالعذاب اذا ھم یجئرون۔ لا تجئروا الیوم انکم منا لا تنصرون۔ (المومنون ۶۴)

قوم عاد کے حالات مین مفسرین نے لکھا ہے کہ جب اُس قوم نے حضرت ہود نبی کو نہ مانا تو اُنپر خدا تعالے نے تین برس قحط کو مسلط کیا۔ پس انکے وکیل قیل بن عنز وغیرہ دُعا بارش کے لئے مکہ شریف پہنچے۔ جب خاص حرم مین دُعا کرنے لگے تو قیل بولا کہ اے ہمارے خدا ہود سچا ہے تو ہمارے لئے بارش نازل فرما۔ اس وقت تین بدلیان نمودار ہوئین۔ سفید۔ سُرخ اور سیاہ اور آسمان سے آواز آئی کہ اے قیل جس بدلی کو تو پسند کرتا ہے پسند کر لے۔ اُس نے سیاہ بدلی کو پسند کیا۔ تو خدا تعالے نے اسی بدلی کو قوم عاد کی بستیون کی طرف متوجہ کیا۔ ان لوگون نے اس بدلی کو دیکھا تو خوش ہوئے۔ اور بولے یہ مینہہ آیا۔

وقال قیل بن عنز حین دعا یا الٰھنا ان کان ھود صادقا فاسقنا فانا قد ھلکنا فانشاء اللہ سحابۃ ثلاثا بیضاء وحمراء وسوداء ثم نادا ہ منادٍ من السحاب یا قیل اختر لنفسک وقومک من ھذہ السحابات ما شئت فقال قیل اخترت السحابۃ السوداء فانھا اکثر السحاب ماءً وساق اللہ السحابۃ السوداء

التی لختارها قیل بما فیها من النقمة الی عاد
حتی خرجت علیهم من والهم بقال له المغیث
فلما راوها استبشروا وقالوا هذا عارض
ممطرنا یقول الله تعالیٰ بل هو ما استعجلتم
به ریح فیها عذاب الیم تدمر کل شئ بامر ربها
ای تهلك کل شئ مرت به وکان اول من
ابصر فیها وعرف انها ریح مهلکة امراة من
عاد یقال لها مهدد فلما تبینت ما فیها صاحت
ثم صعقت فلما افاقت قالوا لها ما ذا رایت
قالت رایت ریحا فیها کشهب النار اما مهما رجالا
یقودونها فضربها الله علیهم سبع لیال و
ثمانیة ایام حسوما فلم تدع من عاد احدا
الا اهلك (معالم ص ۳۴۴)

وقال لهم صالح انتهکتم حرمة الله فابشروا
بعذاب الله ونقمته قالوا وهم یهزؤن به ومتی
ذلك یا صالح وما ایة ذلك. فقال لهم صالح
حین قالوا ذلك تصبحون غدا ة یوم وجوهکم
مصفرة ثم تصبحون یوم العروبة
وجوهکم محمرة ثم تصبحون یوم شیار وجوهکم
مسودة ثم یصبحکم العذاب فاصبحوا یوم
الخمیس ووجوههم مصفرة کانما طلیت

مگر درحقیقت وہ آندھی تھی۔ جو آٹھ دن اُنپر مسلط رہی
اور اس نے اس قوم کے گھروں کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔
سب سے پہلے اس آندھی کو ایک عورت نے دیکھا تو اسکو
دیکھکر چلا اٹھی۔ اور بیہوش ہوگئی۔ جب وہ ہوش
میں آئی تو لوگوں نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے
اس آندھی میں آگ دیکھی ہے جسکو کئی آدمی کھینچے لاتے
ہیں۔ سو دیکھو قبیل کی دعا میں نہ کسی قدر بلکہ
اس سے بڑھکر خوف و انابت موجود تھی۔ ایسا ہی
اس عورت میں پرلے سرے کا خوف پیدا ہوگیا
تھا۔ مگر چونکہ اس عذاب کا وعدہ ہوچکا ہے لہذا وہ
اس خوف و انابت سے نہ ٹلا۔

اور قوم ثمود کے حالات میں مفسرین

نے لکھا ہے کہ جب انہوں نے اونٹنی کو کاٹ دیا۔
تو حضرت صالح نے انکو کہدیا کہ تین دن کے بعد
تمپر عذاب نازل ہوگا۔ اور اسکی علامت یہ فرمائی
کہ جمعرات کے دن تمہارے مونہہ زرد ہوجاوینگے
جمعہ کو سرخ ہفتہ کے دن سیاہ۔ پھر عذاب نازل
ہوگا۔ جب جمعرات کا دن آیا تو اُن کے مونہہ زرد
ہوگئے۔ اور انکو عذاب کا یقین ہوگیا۔ اور انہوں
نے جان لیا کہ صالح نے سچ کہا تھا۔ دوسرے دن انکے
مونہہ سرخ ہوگئے۔ پھر وہ چلائے۔ اور رونے لگے۔

بالخلوق صغیرهم وکبیرذکرهم وانثیهم فایقنوا بالعذاب وعرفوا ان صالحًا قد صدقهم فلما ایسوا صاحوا باجمعهم الاوقد مضی یوم من الاجل فلما اصبحوا الیوم الثانی اذا وجوههم محمرة کانما خضبت بالدماء فصاحوا وضجوا وبکوا وعرفوا انه العذاب فلما ایسوا صاحوا باجمعهم الاوقد مضی یومان من الاجل وحضرکم العذاب فلما اصبحوا الیوم الثالث اذا وجوههم مسودة کانما طلیت بالقار فصاحوا جمیعا الاقد حضرکم العذاب فلما کان لیلة الاحد خرج صالح من بین اظهرهم ومن اسلم معه الی الشام فنزل رملة فلسطین فلما اصبح القوم تکفنوا وتحنطوا والقوا انفسهم بالارض (معالم ص۳۴۶)

اور پہچان گئے۔ کہ عذاب آئیگا۔ اور سب کے سب بول اُٹھے کہ دو دن گذر گئے۔ اب عذاب آئیگا۔ تیسرا دن ہوا تو ان کے مونہہ کالے ہو گئے۔ اور سب کے سب چلا اُٹھے۔ کہ بس اب عذاب آگیا۔ اور ہفتہ کے دن سب نے کفن پہن لئے اور زمین پر گر گئے۔ اور ہلاک ہوگئے دیکھو اس قوم نے بھی عذاب کے آنے سے پیشتر پہلے اور دوسرے تیسرے دن اسکی علامات دیکھکر کیسا خوف کیا تھا۔ مگر چونکہ وعدہ عذاب ہو چکا تھا۔ لہذا یہہ خوف ان کے کام نہ آیا۔ اور وہ عذاب نہ ٹلا

ایمان لانیسے قطعی موعود عذاب کے نہ ٹلنے پر دلیل

وہ نص قرآن ہے جسمین بیان ہے کہ فرعون ڈوبنے لگا تو بولا۔ مین اس خدا پر ایمان لایا جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے ہین۔ اور مین مسلمانون سے ہون۔ مگر خدا تعالے نے اسکو منظور نکیا۔ اور فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے اور اس سے پہلے تو نافرمان رہا۔ اور مفسدون سے

فلما ادرکه الغرق قال امنت انه لا الٰه الا الذی امنت به بنو اسرائیل وانا من المسلمین الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین فالیوم ننجیك ببدنك لتکون لمن خلفك آیة (یونس ۹۲) وان کثیرا من الناس عن آیاتنا لغافلون ولقد بوانا بنی اسرائیل مبوا صدق ورزقناهم من الطیبات فما اختلفوا حتی جاءهم العلم ان ربك یقضی بینهم یوم القیامة فیما کانوا فیه یختلفون فان کنت فی شك مما انزلنا الیك فاسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلك لقد جاءك الحق من ربك فلا تکونن من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بآیات الله فتکون من الخاسرین (یونس ۹۳ تا ۹۶)

آج تیرے بدن کو ہم زمین پر نکال کر پھینکیگے تاکہ تو پچھلون کے لئے ایک نشان عبرت ہو۔ اور دوسری جگہہ فرمایا۔ فرعون اور اسکے پیرو صبح و شام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہین قیامت کے دن کہا جائیگا۔ آل فرعون کو سخت عذاب مین داخل کرو

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ قطعی

النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (المؤمن ۴۶)

موعود عذاب پورا ایمان لانے سے بھی نہیں ٹلتا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت یونسؑ کی قوم کا عذاب جو ایمان لانے سے ٹل گیا۔ وہ قطعی موعود نہ تھا۔ بلکہ شرطی مشروط بہ عدم ایمان تھا۔ اس واسطے وہ ایمان لانے سے ٹل گیا۔

بعض علماء نے یہ فارق بیان کیا ہے کہ فرعون کا ایمان عذاب آنے کے بعد تھا اسلئے نہیں ٹلا اور قوم یونسؑ کا ایمان عذاب آنیسے پہلے تھا اسلئے ٹلگیا۔ مگر یہ فارق لائق لحاظ نہیں ہے۔ **اولاً** نص قرآن کشفنا عنہم عذاب الخزی کہہ رہے کہ قوم یونسؑ پر بھی عذاب آگیا تھا۔ اور آثار ظاہر ہو گئے تب ہی خدا تعالےٰ کشفنا یعنے عذاب کو ہمنے کھول دیا۔ فرمایا **ثانیاً** قطعی موعود کے نہ ٹلنے کیوجہ وعدہ الٰہی میں لزوم کذب ہے۔ سو جیسا عذاب آنیکے بعد ہے ایسا ہی آجانے سے پیشتر ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ عذاب آنے سے پیشتر ایمان ہو۔ تو خدا کے وعدہ میں لزوم کذب جائز ہو۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ کادیانی کا یہ دعویٰ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹلجاتا ہے دروغ بے فروغ ہے اور اس دروغ پر یہ دروغ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود کا ٹل جانا قرآن سے ثابت ہے۔ کادیانی کی بے ایمانی اور پرلے سرے کی دلیری اور بے حیائی ہے۔ پہر اس بیحیائی و بے ایمانی کے بھروسا اسکا یہہ دعویٰ کرنا کہ عبداللہ آتھم کسیقدر ڈر گیا تھا۔ اسلئے اسکی موت کا موعود عذاب ٹلایا گیا۔ روز روشن کو رات بتانا۔ اور اپنے معتقدین کی آنکھوں میں خاک ڈالکر دن کی رات ہونیکا انسے اعتراف کرانا ہے۔

اس کے اس دلیرانہ دعوی کے جواب میں مسلمان اہل بصیرت یقین کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی قدر ڈر جانا تو درکنار رہا۔ اگر عبداللہ آتھم صاف لفظوں میں کلمہ شہادت پڑہتا اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہدیتا جسپر وہ اب قایم نہیں رہا۔ اور صاف کہہ رہا ہے کہ "میں اسلام کو سچا نہیں جانتا اور مناسب وقت پیشگوئی میں کہی ہوئی اسکو سچا جانا ہے"۔ تو بھی اسکا وہ عذاب جو شرط رجوع بحق (یعنے ایمان کامل) سے مشروط تھا۔ ہرگز نہ ٹلایا جاتا۔ اگر وہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا۔ وہ کادیانی کا اپنا بالکے ملہم شیطان کا دیکھو سلہ تھا اس واسطے باوجود عدم تحقق رجوع بحق

یعنے ایمان کامل وہ عذاب ٹل گیا۔ اور اس پیشگوئی کا کذب ظاہر ہوا۔

صفحہ ۵۱ سے اس مقام تک کادیانی کی دوسری بات کا جواب ہے۔ جو عذر سوم منقول صفحہ ۳۸ کی تائید میں اسنے کہی تھی اور وہ بات صفحہ ۳۹ میں منقول ہے۔ اسکے ضمن میں صفحہ ۵۲ سے صفحہ ۱۰۲ تک حضرت یونس کی قوم سے عذاب ٹلجانے پر بحث ہوئی۔ اب اس عذر سوم کے بقیہ مزیدات وجوہات کا جو صفحہ ۱۰۲ سے صفحہ ۱۱۲ تک اس سے منقول ہے جواب دیا جاتا ہے۔ عذر سوم کی تائید میں ثالثاً جو کادیانی نے کہا ہے کہ عبداللہ آتھم کا میری پیشگوئی سے کسیقدر ڈر جانا اسکے شہر بشہر بہاگے پھرنے سے ثابت ہے۔ وہ اگر نہیں ڈرا۔ تو آتھم کہاں سے۔ اور ہزار روپیہ انعام لے۔ اگر پھر ایک سال کے عرصہ میں نہ مرجائے اس سے عبداللہ آتھم کا واقعی ڈر جانا اور اس ڈر کیوجہ سے موت سے بچ جانا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے کادیانی کا دجال پنا۔ دھوکہ باز حیلہ ساز۔ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کلام سے اسکا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ یکسال تو اور میرا دام تزویر بچھا رہے۔ اور اسمیں احمق مالدار عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے پھنسے رہیں۔ مگر یہ اسکا خام خیال اور سودائے محال ہے۔ اسکے اس حیلہ سے اسکے بہت سے مخلص اتباع جنمیں کسیقدر ایمان و عقل باقی تھی نکلگئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ یہ محض حیلہ سازی ہے۔ اور یہ پیشگوئی جھوٹی ہوچکی۔ اسکے اچھے اچھے معتقدین لاہور امرتسر۔ گجرات پنجاب وغیرہ سے ہمکو معتبر ذرایع سے خبریں پہنچی ہیں کہ اب وہ یہ باتیں کہکر منحرف ہوگئے ہیں۔ اور کادیانی کو جیسا وہ ہے جھوٹا کہتے ہیں۔ کادیانی اس سے انکار کریگا تو ہم ان کی فہرست شائع کرینگے انشاء اللہ تعالے۔

اب اسکے دام میں صرف وہی لوگ رہگئے ہیں کہ جو عقل و ایمان کو بالکل کادیانی کے ہاتھ فروخت کرچکے ہیں۔ یا وہ لوگ درحقیقت اسکے معتقد پہلے ہی نہ تھے۔ صرف بحسب ظاہر اسکے معتقد بنے ہوئے تھے۔ اسکے لنگر سے پیٹ بھرنے اور گوشت پلاؤ پر اپنے کھانیکو۔ یا اپنے باطل مذہب لاہوتی نیچریت و دہریت کادیانی کے ذریعہ سے پھیلانے کو۔ ان لوگوں کے سوا اور سب لوگ جان اور مان چکے ہیں۔ کہ یہ کادیانی نے صرف حیلہ بنایا ہے۔ اور درحقیقت نہ عبداللہ کی نقل مکانی سے اس کا ڈر جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ صرف ڈر جانے سے پیشگوئی کا سچا ہونا۔ ممکن ہے کہ عبداللہ آتھم کا

شہر بشہر پھرنا اسکی پیشگوئی کی قدرتی اور غیر اختیاری اثر سے ڈر کر نہو۔ بلکہ وہ کادیانی اختیاری تدابیر و اسباب ہلاکت کے خوف سے ہو۔ کیونکہ عبداللہ آتھم امرت سر مین پنشن پانے کے بعد اکثر الناس کے طور پر قیام پذیر تھا وہان اسکا حاکمانہ رعب نہ تھا۔ تو وہانہ مین وہ اسلئے پناہ گزین ہوا کہ وہان اسکا ایک داماد مسٹر لوئیس ڈسٹرکٹ جج کی حکومت اور رعب داب رکھتا تھا۔ وہان جب کادیانی کی مخفی اسباب، و تدابیر ہلاکت کا اُس نے مشاہدہ کیا تو وہان سے فیروزپور مین اپنے دوسرے داماد مسٹر میتھاس اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے یہان وہ پناہ گزین ہوا۔ یہانتک کہ میعاد پیشگوئی ختم ہوگئی۔

چنانچہ اس امر کا عبداللہ آتھم اور اسکے عیسائی بھائیون نے خود اظہار کیا ہے۔ اور اخبارون و اشتہارون مین مشتہر کردیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے نہین ڈرا۔ اور نہ اُس نے اسلامی عظمت کو اپنے دلمین دخل دیا ہے بلکہ وہ کادیانی کی اختیاری تدابیر اسباب ہلاکت سے ڈر کر بھاگتا پھرا۔

اخبار وفادار لاہور ۵ ستمبر ۱۸۹۷ء مین عبداللہ آتھم کے ایک خط کا خلاصہ

بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:۔ "مین خدا کے فضل سے تندرست ہون۔ اور آپکی توجہ صلاح و ہدایت مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہون جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشین گوئی ہے۔ اسے شروع کرکے آجتک جو کچھ گذرا ہے آپکو معلوم ہے۔ اب مرزا صاحب کہتے ہین کہ آتھم نے دلمین اسلام قبول کرلیا ہے اسلئے نہین مرا۔ خیر انکو اختیار ہے۔ جو چاہین سو کہین جب انہون نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اسکو خدا نے جھوٹا کیا اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہین سو تاویل کرین۔ کون کسیکو روک سکتا ہے۔ مین دل سے اور ظاہر پہلے بھی عیسائی تھا۔ اب بھی عیسائی ہون۔ اور خدا کا شکر کرتا ہون۔ جب مین امرتسر مین جلسہ عیسائی بھائیون مین شامل ہونے کو آیا تھا تو وہان بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کردیا تھا کہ آتھم مرگیا ہے نہین آویگا۔ اور جب مجھکو ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا بڑ کا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز بڑے حکمت والے ہین۔ ربڑ کے آدمی مین کل لگادی ہے۔ ایسی ایسی باتون کا جواب صرف خاموشی ہے۔ مین راضی بخوشی تندرست ہون اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف اللہ کے اختیار

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کے ہاتھ مین ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔ اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو باشندے اس دُنیا کے ہین سب مر جائین گے"

اخبار نور افشان لودہانہ ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء مین درج ہے:۔ "اسمقام پر اسبات کا ذکر کرنا خالی از لطف نہوگا۔ کہ امرتسر مین ڈپٹی صاحب کے ہلاک کرنیکے لئے تین دفعہ حملے کئے گئے چونکہ انکا امرتسر مین رہنا باعث اندیشہ تھا اسلئے ڈپٹی صاحب ۳۰ اپریل کو امرتسر سے جنڈیالہ تشریف لیگئے اور وہان سے لودہانہ کو چلے گئے۔ جہان ایک شخص برچھی سے ڈپٹی صاحب کا کام تمام کرنا چاہتا تھا۔ لودہانہ مین کچھ دن رہکر ڈپٹی صاحب فیروزپور مین رونق افروز ہوئے۔ اسجگہہ ان پر چار حملے ہوئے۔ بندوق سے دو دفعہ گولی چلی۔ ایک دفعہ ایک شخص گنڈاسا لئے ہوئے نظر آیا۔ دو دفعہ تین۔ تین آدمی رات کے وقت قریب کے کھیتون مین چھپے ہوئے معلوم ہوئے۔ جو پولیس کے تعاقب کرنے سے مفرور ہو گئے۔ اور انہین مین سے ایک دفعہ رات کے وقت ۴ آدمی کوٹھی کا دروازہ توڑ رہے تھے۔ چونکہ ایسے وقت مین زیادہ حفاظت کی ضرورت تھی (جو پیشگوئی کا آخری روز تھا) اسلئے ڈاکٹر کلارک صاحب ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو امرتسر سے فیروزپور تشریف لیگئے۔ رات کیوقت حسب معمول پولیس کا پہرہ رہا۔ اس کے اسی پرچہ اخبار نور افشان مین ڈپٹی آتھم کے امرتسر پہنچنے کا حال بیان کیا۔ اور کہا۔ بعد ازان ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے محفل مین کھڑے ہو کر اپنا حال سنایا کہ میرے لئے البتہ یہ امتحان آیا تھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ شاید مین مارا ہی جاؤن گا لیکن تب بھی کلیسا خداوند کی کلام کو یاد رکھے۔ جو موسیٰ کی معرفت ہوا۔ کہ اگر کوئی تمہارے درمیان جھوٹا نبی آوے۔ اور نشان مقرر کرے۔ اور اسکے کہنے کے بموجب ہو۔ تو خبردار تم اسکے پیچھے نہ جانا۔ کیونکہ خداوند تمہارا خدا تمکو آزماتا ہے۔ اور یہ جو مہینے گذرے ہین انکی بابت انہون نے فرمایا۔ کہ مین نے فقط دو باتین دیکھین جن سے میری تسلی رہی یعنے خداوند روح القدس کا سہارا اور خداوند یسوع مسیح کا خون۔ یہہ کہکر بے اختیار انکے آنسو نکل پڑے۔ نیز جماعت کو بھی آنسو بہی"

کادیانی چونکہ ایسا شیر و بہادر دلیر ہے کہ عقل اور حیا دونون سے اکیلا مقابلہ کر رہا ہے لہذا اُسنے عبداللہ آتھم کی اس بات کہنے کو کہ مین مارا جاتا۔ اور اس پر رد دینے کو اپنے دعوی

کی دلیل بنا لیا اور یہہ مشتہر کر دیا کہ عبد اللہ آتہم میری پیشگوئی سے ڈر کر یہہ کلمہ بولا۔ اور اسپر رو پڑا۔ اس کے رد و جواب مین اور نیز کادیانی کی درخواست قسم ملمع دہی۔ انعام کے جواب مین مسٹر عبد اللہ آتہم کو یہہ مشتہر کرنا پڑا کہ مین تیری پیشگوئی کی عظمت سے نہین ڈرا۔ بلکہ تیرے ناجائز وسائل و تدابیر سے ڈرتا پہرا اور قسم کہانا۔ اور مال کا لالچ کرنا میرے مذہب مین منع ہے۔ چنانچہ نور افشان ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء مین عبد اللہ آتہم کا یہہ خط مشتہر ہوا ہے۔

بخدمت مکرم اڈیٹر صاحب نور افشان بعد نیاز تصدیعہ یہہ ہے کہ فتح اسلام اور مختصر تقریر مرزا صاحب کادیانی کا جواب میری طرف سے یہہ ہے کہ مین نے کچہہ بہی عظمت اسلام سے جناب کی نبوت اولین مین نجات کے لئے مدد نہین لی۔ ہان البتہ مین جناب کے خونی فرشتون سے ڈر کر چہپتا رہا ہون۔ خصوصاً چار مہینے آخری آپکے ۱۵ ماہ کی نبوت مین نہ اسلام کی عظمت الہامی سے اور نہ اسلامی توحید کی تعظیم سے اور نہ تثلیث مین کچہہ متزلزل ہو کر (ابنیت و الوہیت میرے نزدیک وہی صحیح ہے جو بوقت مباحثہ مین نے شرح کی تہی۔) باقی رہی یہ بات کہ مین نے پہلے جناب کے ساتہہ کوئی شرط یا قسم باندہی نہین۔ اور نہ آیندہ باندہونگا۔ اور نہ آپکے روپیون کا مجہے کچہہ لالچ ہے۔ اور جنہون نے آپکے ساتہہ کچہہ بیہودگی کی ہے اور جو آپکے ساتہہ کرتے ہین اسکے شامل مین نہین۔

یہ بہی جناب مرزا صاحب کو معلوم ہو کہ قریب ستر برس کی تو عمر ابہی میری ہے۔ پہر آیندہ سال بڑہانا جناب کے کیا معنے رکہتا ہے کیا جناب کے خونی فرشتون کو پہلے موقع میرے مارنیکا نہین ملا۔ جو ایک سال کی کی مہلت اور طلب ہوتی ہے۔ مرزا صاحب سچے خدا سے ڈرو۔ مین تو موت کے لئے طیار ہی بیٹہا ہون۔ مگر آپ کو بہی مرنا ہے۔ مین آپسے بدلہ کچہہ نہین چاہتا۔ مگر خدا سے آپکی خیر و عافیت کی دعا مانگتا ہون۔ والسلام۔

عبد اللہ آتہم مقام فیروزپور۔ محررہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۴ء

اس مضمون کا ایک خط عبد اللہ آتہم کا بنام۔ ملا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور مین چہپکر مشتہر ہوا ہے۔ اور اصل خط دستخطی خاص مسٹر عبد اللہ آتہم صاحب کا ہمنے بمقام لاہور دیکہا ہے۔ اسکی نقل بہی اس مقام مین مناسب ہے:۔

ڈپٹی عبداللہ صاحب کا خط۔ آمدہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۴ء

جناب محسن بندہ جناب مولانا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور تسلیم۔ آپکے خط کے جواب مین قلمی ہے کہ مین اپنے ایمان مسیحی کی بابت مفصل اخبار نور افشان وغیرہ مین اشتہار دے چکا ہون کہ مین سچے دل سے عیسائی جسطرح تہا ابتک اپنے ایمان پر قایم ہون۔ اور ہرگز اسلام کی طرف ذرا بہی مایل نہین ہوا ظاہرانہ باطن مین۔ تو اب فرمایئے کہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہون۔ جو آدمی کچہہ بہی عقل رکہتا ہے اس سے صاف جان سکتا ہے۔ باقی رہا مرزا صاحب کا شرط لگانا کہ آتہم قسم کہاکر یہ بات کہدے سو صاحب من میرے مذہب مین تو قسم کہانا منع ہے۔ ستی کی انجیل مین صاف لکہا ہے کہ تم ہرگز قسم مت کہاؤ۔ ہان کے ہان۔ اور نہ کی نہ ہونی چاہیے اور ہزار اور دو ہزار کی شرط لگانا تو ایک طرح کی جو یہ بازی ہے میرے خیال اور میرے مذہب مین اسطرح کا لالچ بہی منع ہے۔ مرزا صاحب کی مرضی جو چاہین سو کہتے جائین مین تو پہلے بہی یہ دعا مانگتا تہا۔ اور اب بہی دعا مانگتا ہون کہ یا خدا تعالے! تو مرزا صاحب قادیانی پر رحم کر۔ اور اسکو ہدایت کر کہ راہ راست پر آوے۔ اور اسکو صحت اور تندرستی جسمی اور دماغی بخش آمین۔ اس سے زیادہ سب کچہہ فضول ہے۔ اور مین ایک ضعیف العمر آدمی قریب ستر سال کی عمر کا ہون آخر کہانتک جیون گا۔ کون جانتا کہ کب خدا تعالے بلالے۔ زیادہ نیاز۔

آپکا مشکور بندہ عبداللہ آتہم پنشنر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر از مقام فیروزپور۔

اس خط پر جو ملا صاحب نے پنجابی زبان مین ریمارک کہا ہے اسکا نقل کرنا بہی ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہوگا۔ ملا صاحب فرماتے ہین۔

ک کفر دے فتوے سب عالماندے لگے مرزے تے سنے حواریان دے۔

لکہیا دسے قرآن حدیث اندر شرطان لاوندا وانگ جواریان دے۔

تیرے کاذبا! ہوئے الہام جہوٹے جہڑے منگے تون ساک کواریان دے

ککڑون کہون مرزے ملان ذبح کرسی فتح فتح کہین بازیان ہاریان دے

مسٹر آتہم کے اس بیان پر کہ وہ اس پیشگوئی کی قدرتی تاثیر سے نہین بلکہ کادیانی کے اختیاری اسباب و تدابیر ہلاکت سے ڈر کر نقل مکانی کرتے رہے۔ ہم ایک دیسی دلیل پیش کرتے ہین جس سے کسی شخص کو

اگر وہ ادنی فہم والصاف ہی رکھتا ہو گا شک نہو گا۔ اور وہ دلیل یہ ہو کہ عبداللہ آتھم ایک رنجیس مین (نہ بیسی آدمی) ہو۔ اور وہ اپنے مذہب کتابون کی رو سے خدا کی سلطنت اور قدرت ہر جگہ مساوی سمجھتا ہے۔ پس اگر اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجھتا اور خدا تعالے کے مواخذہ سے ڈرتا تو وہ اس خوف سے نقل مکانی ہرگز نکرتا کیونکہ وہ خوب یقین رکھتا تہا۔ کہ خدا تعالی کی پکڑ ہر جگہ مساوی ہے۔ اسکو نہ مسٹر ایس وشکرٹ جج لودہانہ کا رعب روک سکتا ہے۔ نہ مسٹر سیاداس اکسٹرا اسسٹنٹ فیروزپور کا رعب۔ لہذا اسکی اس نقل مکانی سے صاف ثابت ہو کہ وہ اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے نہ سمجھا تہا۔ اور اسکے قدرتی اثر اور خدا کے مواخذہ سے ہرگز نہ ڈرا تہا۔ بلکہ وہ کادیانی کے اختیاری وسائل ومخفی تدابیر سے ڈر کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہرتا رہا۔

لیجئے جناب خسارت مآب کادیانی صاحب! یہ نقل مکانی عبداللہ آتھم کی قدرتی مواخذہ سے نہ ڈرنے پر دلیل ہوئی۔ اور آپ کی دلیل اُلٹی آپ ہی پر پڑی۔ اختیاری وسائل وتدابیر ہلاکت سے خوف کے جواب مین کادیانی نے رسالہ بے انوار کے صفحہ مین ایک نوٹ کے ضمن لکھا ہے کہ مین کسی جگہ کا بادشاہ نہ تہا چال چلن کے رو سے خونی اور ڈاکو نہ تہا۔ پہر اسقدر دہشت کہان سے پڑ گئی۔ اگر یہہ حق خوف نہ تہا۔

اسکا جواب یہ ہو کہ اعتقاداً اور علماً تمہارے ڈاکو خونی ہونے مین کیا شک جبکہ تم اپنی کتاب دساوس کے صفحہ ۲۰۶ مین صاف لکھہ چکے ہو کہ کافر کا مال اور جان اسکی ملک نہین رہتی۔ خدا جسکے ہاتھ سے چاہے تلف کردے۔ اب اگر عملاً ڈاکو ہونے مین یعنی اس مسئلہ کو عملین لانے اور لوٹ مار فروع کرنہین کسر ہے تو جمعیت کی کسر ہے ورنہ یہ بات مسلم کل ہے کہ عمل اور چال چلن ہمیشہ اعتقاد کے تابع ہوتا ہے۔ آپکا اعتقاد ثابت ومعلوم ہو گیا تو اب عمل مین بجز جمعیت کیا کسر رہی۔ اس عام لوگون کے خیال اور اسکے دلائل کو آپ ہی کادیانی زمانے تو ہم اسکے قول سوم کے جواب مین کہین گے۔ کہ ہم تہوڑی دیر کے لئے بطور فرض محال یہ فرض کر لیتے ہین کہ مسٹر عبداللہ آتھم آپ کی پیشگوئی کی قدرتی تاثیر سے ڈر کر شہر شہر پہرا تہا پہر اور اس پیشگوئی مین وہ آپکو بنجومی یا جوتشی یا مسمریزسٹ سمجھکر یا اس سے بہی بڑکر کہتا ہون آپکو مبہم مانکر اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے ڈر گیا۔ اور اس ڈر سے شہر شہر پہرا۔ بلکہ کسی وقت مرہنہ

سے اظہار ایمان ہی اس نے کر دیا۔ پھر اس فرض محال پر یہ کہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں بھی اس پیشگوئی کا (اگر وہ خدا کیطرف سے تھی) پورا ہونا لازم تھا۔ اور اسکا مر جانا ضروری تھا۔ اولاً اسلئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ موت کا عذاب موعود ٹر جانے سے نہیں ٹلا کرتا۔ (جیسا کہ قوم عاد و ثمود اور ہر قوم سے جسپر عذاب آیا۔ اور وہ چلائے نہیں ٹلا۔) اور نہ وہ ایمان لانے سے ٹلتا ہے (جیسا کہ فرعون سے جو ایمان لایا تھا وہ عذاب نہیں ٹلا۔) ثانیاً اس لئے کہ اگر اس عذاب کی شرط عدم رجوع بحق کی نظر سے اسکو شرطی تسلیم کیا جائے۔ تو بھی اسکا وقوع ضروری تھا۔ کیونکہ اس شرط کا تحقق ہو گیا۔ اور عبداللہ آتھم نے رجوع بحق نہیں کیا۔ یعنے وہ پورا اور سچا مسلمان نہیں ہوا۔ صرف پیشگوئی سے ڈر کر ظاہری اسلام لایا۔ جو شرعاً صحیح نہ تھا۔ بلکہ وہ اسلام عارضی اور جھوٹا تھا۔ جسکا عارضی اور جھوٹا ہونا اسکی تحریرات مابعد سے جو منقول ہوئیں ثابت ہو گیا ہے۔ پس اگر وہ الہام اور وعدہ عذاب موت خدا کی طرف سے ہوتا جو عالم الغیب تھا۔ اور عبداللہ آتھم کیحالات مابعد سے واقف تھا۔ تو وہ ایسے عارضی اور جھوٹے ایمان کو قبول نہ کرتا۔ اور اسکو موت کے عذاب سے نہ بچاتا۔ اور ضرور مار ڈالتا۔ آزاں جا کہ عبداللہ آتھم باوجود تحقق شرط عذاب زندہ رہا۔ لہذا باوجود تسلیم و فرض اس امر کے کہ عبداللہ آتھم اس پیشگوئی سے ڈر گیا۔ یا وہ کسی وقت ایمان لایا تھا اس عذاب موت کا واقع نہ ہونا اور عبداللہ کا مارا نہ جانا اس امر پر کامل دلیل ہے کہ وہ الہام خدا کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ کادیانی کا من گھڑت ڈھکوسلہ یا اسکے (معلم الملکوت) کا وسوسہ تھا۔ جو جھوٹا نکلا۔ اور اس نے کادیانی کو جھوٹا کیا۔ اور تمام جہان کی لعنتوں کا مورد بنایا۔ لہذا اب اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے کادیانی کا ان باتوں کو زبان پر لانا۔ اور عبداللہ آتھم کا ڈر جانا یا خفیہ ایمان لانا تجویز کرنا۔ اور در صورت انکار عبداللہ آتھم کادیانی کا اسکو قسم دینا اور اسپر وعدہ انعام کرنا۔ محض بے شرمی اور بے ایمانی اور دھوکا بازی اور حیلہ سازی کی باتیں ہیں۔

اب اس بے شرمی میں کادیانی کی دلیری کو دیکھو کہ اس نے اس قسم پر پہلے ایک ہزار روپیہ کا انعام تجویز کیا۔ اس سے عبداللہ آتھم نے انکار کیا۔ پھر دو ہزار کا اشتہار دیا۔ اس سے بھی اس نے انکار کیا۔ تو تین ہزار کا اشتہار دیا۔ اب چار ہزار کا اشتہار چھپوا دیا ہے۔ اور آئندہ دس ہزار تک

اشتہار دیے کا بھی ارادہ سُنا جاتا ہے۔ یہ امر بھی کادیانی کا دھوکا بازی میں بڑا دلیر ہونا اور اس کے اس دھوکے میں پھنسنے والوں کا کمال درجہ کا احمق ہونا ثابت کر رہا ہے

عقلمند بخوبی جانتے ہیں کہ جس شخص نے ایکہزار روپیہ لیکر قسم کھانے سے بدست آویز ایک حکم مذہب کے انکار کیا ہے وہ دو ہزار یا تین ہزار یا دس ہزار روپیہ لیکر بھی قسم نہ کھائیگا۔ اور اس امر کا کادیانی کو یہ یقین ہو گیا ہو۔ تب ہی وہ تعداد بڑھایا جاتا ہے۔ اور اس سے احمقوں کو فریب میں لاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور سُنو کادیانی نے اس دھوکے پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے احمق دام افتادگان کو اشتہار تین ہزار کے صفحہ میں ایک اور دھوکا دیا۔ اور یہہ کہا ہے کیا میں پاگل ہو گیا ہوں۔ دیوانہ ہوں۔ کہ اگر قطعی طور پر مجھے علم نہیں دیا گیا۔ تو یوں ہی تین ہزار برباد کرنیکو تیار ہو گیا ہوں"

اس دھوکے کا ازالہ اور ان احمقوں کے دام کادیانی سے نکالنے کی تدبیر و حیلہ یہہ ہے کہ کادیانی صاحب آپکو پاگل یا دیوانہ کون کہتا ہے۔ آپ بڑے ہوشیار عیار مکار طرار اور اس انعام میں بڑھتے جانا۔ آپ کی اس ہوشیاری پر مبنی ہے۔ آپکو قطعی طور پر علم و یقین ہے۔ کہ عبداللہ اتھم اپنے مذہب کی مخالفت کیوجہ سے ہرگز قسم نہ کھائیگا اور وہ دن کبھی نہ آئیگا جسمیں آپکا ایک پیسہ ماتھ سے نکلے۔ پھر آپ بلا خوف کیوں تعداد انعام میں بڑھتے نہ جاویں اور کیوں احمقوں کو دام نہ لاویں۔

اس سے بھی بڑھکر اور سُنو۔ کادیانی نے اس دھوکہ پر ایک پیشگوئی کا ڈھکوسلہ بنایا۔ جس سے اپنے احمق دام افتادگان کے پاؤں میں ایک اور رسّہ بلا آہنی کر ڈالنا چاہا ہے۔ اس نے عبداللہ اتھم کی قسم سے انکار کرنے پر اشتہار دو ہزار و چار ہزار میں یہ الہامی پیشگوئی کی ہے کہ عبداللہ اتھم قسم نہ کھائیگا۔ اور کادیانی کے مقابلہ میں کبھی نہ آئیگا۔ اسکا یہ منتر اُن احمق دام افتادگان پر چل ہی گیا۔ اور ان کے پاؤں میں وہ رسّہ پاکر ڈال گیا۔ اب وُہ یہہ کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ پیشگوئی الہامی نہیں اور عبداللہ کے قسم نہ کھانیکی خدا نے کادیانی کو خبر نہیں دی تو عبداللہ اتھم قسم کھا کر اس پیشگوئی میں کادیانی کو کیوں جھوٹا نہیں کرتا۔

مگر اس ڈھکوسلہ کا جواب ترکی تبر کی کادیان کے عیسائی بھائیوں نے ایسا دیدیا ہے جس نے

اس پیشگوئی کے الہام کی قلعی کہولدی ہے۔ اسمقام مین اسی جواب کا نقل کردینا کافی ووافی ہے۔
ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک نے نیشنل پریس امرتسر مین اشتہار ذیل چہپواکر شائع کیا ہے۔

اشتہار

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوے ہے کہ مین محمدی ہون۔ اور علمائے اسلام کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہی نہین ہین۔ کفر کا فتوی لگاکر اسلام سے خارج کرتے ہین۔

اب ہم یہہ کہتے ہین کہ اگر مرزا صاحب مجمع عام مین ایک لقمہ خنزیر کے گوشت کا سبھون کے سامنے کہاکر کہین کہ مین مسلمان ہون تو ہم یقین کرین گے کہ علماے اسلام کا فتوی غلط اور یہ درحقیقت مسلمان ہین۔ اور اگر مرزا صاحب یہہ نہین کرسکتے تو وہ مسٹر آتھم صاحب کو بہی قسم کہانے سے معذور سمجہین کیونکہ جیسے قرآن کے حکم سے وہ سور کا گوشت نہین کہاسکتے اسیطرح آتھم صاحب انجیل کے حکم سے قسم نہین کہاسکتے۔ جبتک کہ کسی حاکم سے قسم پر مجبور نہ کرائے جائین۔ عیسائی کو قسم کہانا جائز نہین ہے۔

اگر آتھم صاحب قسم کہاتے تو ثابت کردیتے کہ میرا عمل انجیل پر نہین ہے۔ پس مرزا صاحب کو لازم ہے کہ ہماری اس دعوت کو قبول کرکے اس شرط کے بموجب اپنی تئین محمدی ثابت کرین۔ ورنہ بار بار قسم کے اشتہار آتھم صاحب کے نام پر دینے بند کرین۔

اور مرزا صاحب گویا الہام سے یہ بہی کہتے ہین کہ آتھم صاحب ہرگز قسم نہ کہائینگے سو معلوم ہو کہ اگرچہ ہمین الہام نہین ہوتا اور جبرائیل ہماری پاس نہین آتا تو بہی ہم دعوی سے کہتے ہین کہ مرزا صاحب ہرگز خوک کا گوشت کہاکر اپنے تئین مسلمان ثابت نہ کرسکین گے۔

الراقم

(ڈاکٹر) ایچ۔ ایم۔ کلارک۔ ایم۔ ڈی۔ (میڈیکل مشنری (امرتسر)

عیسائیون کے قسم سے انکار و عذر کے جواب مین کادیانی کے اشتہار چاہزار مین مطلق بحث کی ہے۔ اور اسمین کہا ہے کہ عہد عتیق مین قسم کہانیکا حکم ہے۔ اور اسپر کتاب یرمیاہ اور زبور کا حوالہ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ عہد جدید مین بھی قسم کہانا ثابت ہے۔ اور اسپر پولوس اور پطرس کا قسم کہانا انجیل متی و اعمال سے نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ پادری لوگ عدالتون مین بلائے جاتے ہین۔ تو قسم کہاتے ہین۔ اور انگریزی سلطنت کے کل متعہد عہدہ دار اور پارلیمنٹ کے ممبر یہانتک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹہانیکے بعد اپنے عہدون پر مامور کئے جاتے ہین۔ پھر کہا کیا یہ سب کے سب انجیل پر ایمان رکھنے سے بے نصیب ہے۔ اور صرف ایک عبداللہ آتہم ہی سچے عیسائی ہین۔ جو قسم کہانیکو ممنوع قرار دیتے ہین۔

اسکا جواب معلوم نہین عیسائیون نے کیا دیا ہے یا آیندہ کیا جواب دینگے۔ مگر ہم اسلامی طرز و اصول پر اسکا جواب دیتے ہین۔ اور مسلمانون پر یہہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ جو ثبوت جواز قسم کا کادیانی نے پیش کیا ہے وہ اسلامی اصول پر کافی ثبوت نہین ہے۔

عہد عتیق مین جو قسم کہانیکا حکم ہے اسکو تو بسبب اعتقاد مسیحون کے حضرت مسیح نے اپنے اس قول سے منسوخ کر دیا ہے۔ جو انجیل متی کے باب ۵ مین ہے کہ ۳۳۔ پھر سن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا کہ تو جہوٹی قسم نہ کہا۔ بلکہ اپنی قسمین خداوند کے لئے پوری کر۔ ۳۴۔ پر مین تمہین کہتا ہون ہرگز قسم نہ کہانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ ۳۵۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اسکے پاؤن کی چوکی ہے۔ اور نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ ۳۶۔ اور نہ اپنے سر کی قسم کہا کیونکہ تو ایک بال کو سفید یا کالا نہین کر سکتا۔ ۳۷۔ پر تمہاری گفتگو مین ہان کی ہان اور نہین کی نہین ہو۔ کیونکہ جو اسسے زیادہ ہے سو برائی سے ہوتا ہے۔"

رہا عہد جدید مین پولوس یا پطرس کا قسم کہانا۔ سو اسلامی اصول کی رو سے اس حکم مسیح کو اٹہا نہین سکتا۔ کیونکہ غیر نبی کا قول یا فعل نبی کے حکم کا ناسخ نہین ہو سکتا اگر حضرت مسیح کا فعل قسم ثابت ہو تو وہ بھی انکے قول کا ناسخ نہین ہو سکتا۔ اب رہا انگریزی عدالتون اور پارلیمنٹ مین قسم کا مروج

ہونا۔ اور انمین پادریون اور متعہد عہدہ دارون کا قسم کہانا سو عیسائی مذہب کا حکم نہین بن سکتا اور ان کا فعل و عمل عیسائی مذہب کی دلیل نہین ہو سکتا۔ انگریزی سلطنت و عدالت اور دیگر عیسائی قومون کی سلطنت کے آئین و قانون مین اور کونسا امر ہے جو احکام توریت یا انجیل کے مطابق ہے۔ اور اسکو کوئی محمدی یا اور منصف عیسائی مذہب کہہ سکتا ہے جملہ عیسائی سلطنتون اور تمام عیسائیون اور پادریون نے احکام توریت و انجیل کو بالائے طاق رکھدیا ہوا ہے۔ اور انکے نزدیک عیسائی ہونے کے لئے مسیح کے خون و کفارہ پر ایمان رکھنا کافی و وافی ہے۔ یہ بات انکے ہادی پولوس نے تعلیم کی ہے۔ اور احکام شریعت سے آزادی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ عبرانیون کے خطاب مین پولوس مقدس فرماتے ہین۔

"۱۸۔ پس اگلا قانون اسلئے کہ کمزور اور بیفایدہ تھا رد کیا گیا۔ ۱۹۔ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا۔ مگر ایک بہتر امید درمیان داخل ہوئی جسکے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہین"

بنا علیہ۔ عیسائی سلطنتون کے قانون و آئین اور عیسائیون کے افعال و اعمال جو توریت و انجیل کے مخالف ہین عیسائی مذہب قرار نہین دیئے جا سکتے۔ جو شخص اس قانون و عمل کو عیسائی مذہب قرار دے اور اس پر قسم یا اور کسی حکم کا مذہب عیسائی ہونا ثابت کرے وہ پرلے سرے کا احمق یا دھوکا باز ہے۔

اس سے بھی بڑکر اور سنو۔ کہ عبداللہ آتھم کے ڈر جانے اور ایمان لانے اور اسپر قسم کہانے سے انکار کرنے پر کاویانی نے ایک اور مکر کیا۔ اور اپنے احمق اتباع کو دھوکا دیا۔ اور کہا کہ یہ باتین عبداللہ آتھم کے موجب بطور مدعا علیہ ہونے کے نکل رہی ہین۔ اور مین چاہتا ہون کہ وہ بطور گواہ یہ باتین کہین اور اسپر قسم کہائین۔ اور خدا کے عذاب موت کے مستحق ہون کیونکہ مدعا علیہ خواہ کتنا جھوٹ بولے اسپر عدالت مین مواخذہ نہین ہوتا۔ اور اگر کوئی گواہ بنکر جھوٹ بولے تو وہ حلف دروغی مین پکڑا جاتا ہے۔ اسکا جواب عبداللہ آتھم اور اسکے عیسائی بھائیون نے تو یہ دیا کہ آپ حاکم مجاز ہین تو ہمکو عدالت مین طلب کرین اور مجھ سے جبرًا قسم لین۔ ہم تو آپ کو حاکم

مجاز نہین سمجھتے اور اپنے مذہب کے رو سے قسم کہانا جائز نہین سمجھتے"

ہم اسکا جواب اسلامی اصول پر ایسا دیتے ہین۔ جس سے کادیانی کے دام افتادہ اگر کچھ عقل رکھتے ہین اسکے دھوکہ پر متنبہ ہوکر اس سے نجات پاوین۔ وہ یہہ ہے کہ اس قول مین کادیانی نے خدا تعالے کو عیسائی بنایا ہے۔ اور عیسائی گورنمنٹ کے قانون کو پابند ٹھہرایا ہے اور یہہ جتایا ہے کہ خدا تعالے بہ پابندی مذہب عیسائی مدعی علیہ کو جھوٹ کی سزا نہین دیسکتا اسلئے اسکو گواہ بناکر قسم دلوا کر حلف دروغی کی سزا مین معذب بعذاب موت کرنا چاہتا ہے۔ اور یہہ سراسر اسکا دھوکا و مغالطہ ہے۔ خدا تعالے کے حکم و شریعت مین (جو اسلام مین مقرر ہے) جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کہانے مین۔ گواہ اور مدعی علیہ بلکہ مدعی سب برابر ہین۔ بناء علیہ۔ عبداللہ آتھم اگر مدعا علیہ ہونیکی حیثیت سے جھوٹ بولے یا اسپر قسم کہالے تو ویسا ہی لائق سزا ہوگا۔ جیسا کہ ایک گواہ کی حیثیت سے جھوٹ بولے یا اسپر قسم کہالے۔ تسلیم وہ گواہ کی حیثیت سے بھی نہین کہائیگا۔ جیسا کہ مدعا علیہ بنکر نہین کہاتا۔ اور مدعا علیہ ہونے کی حیثیت سے تو وہ بقول کادیانی جھوٹ بول ہی رہا ہے۔ پس اگر وہ واقع مین جھوٹا ہے۔ اور خدا تعالے بقول کادیانی اسکو سزا موت دینا چاہتا ہے تو پھر اسمین کیون توقف کر رہا ہے۔ اور کیون اس امر کا منتظر ہے کہ وہ بطور گواہ جھوٹ بولے۔ اور جھوٹی قسم کہائے۔ اور اسپر حلف دروغی کی دفعہ قایم ہوے۔ تب اسکو سزا موت دے کیا وہ اپنے اس حکم و شریعت کو جو اسلام مین مقرر کر چکا ہے منسوخ کرنا چاہتا ہے۔ اور اب وہ آئین قانون گورنمنٹ کا تابع ہوگیا ہے۔ نہین نہین ہرگز نہین

کادیانی اس امر کو تسلیم کرے تو اسکو کہنا چاہیے کہ عبداللہ آتھم کے مدعا علیہ ہوکر جھوٹ بولنے پر ہی اسکو جھوٹ کی سزا موت دلوادے۔ مگر اس سزا کی میعاد ایک سال مقرر نکرادے بلکہ گھنٹون یا اس سے بڑھکر دنون یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کی گھنٹون کی میعاد مقرر کرادے کادیانی نے ایسا نہ کیا۔ اور ہمارے اس جواب کو سنکر ہی قانون انگریزی کی دفعہ قایم ہونیکا منتظر رہا۔ تو

اسکی دام افتادہ جماعت کو اگر وہ کچھ عقل رکھتے ہین یہ سمجھنا چاہیئے کہ کادیانی اس بات بتلانے مین کہ خدا تعالےٰ اس عذاب بھیجنے مین قانون انگریزی کی دفعہ کے قایم ہونیکی انتظار مین ہے خدا تعالےٰ پر افترا کرتا ہے۔ اور واقعی یہ حکم خدا تعالےٰ کا نہین ہے۔ اور وہ عیسائی گورنمنٹ کے قانون کا پابند نہین بلکہ وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ اور جو قانون اسنے اسلام اور قرآن مین مقرر کیا ہے اسکا خلاف وہ ہرگز نہین کرنا چاہتا۔ اور اگر کادیانی نے سیالکوٹ ایک مہینے کے ہفتون سے زیادہ مقصور کی تو پھر وہ انہی اعتراضات کی تختہ مشق ہوگی جو پہلی مرتبہ موت عبداللہ آتھم پر کیگئی تھی۔ اور ان اعتراضات کی نسبت سے کادیانی کے ملہم (معلم الملکوت) کو وہ موت منسوخ کرنی پڑی تھی۔

اس بیان بالا برہان سے ناظرین کو بخوبی روشن و ثابت ہوگا کہ کادیانی نے جو قول سوم مین کہا ہے اس سے

اولاً یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عبداللہ آتھم اسکی پیشگوئی سے ڈر گیا۔ اور اگر ڈر جانا تسلیم بھی کیا جائے۔ تو اس سے اس عذاب موعود موت کا ملتوی ہونا جائز نہین ہو سکتا۔ اور ڈر جانیسے انکار کرنے پر عبداللہ آتھم کا قسم کھانا کوئی وجہ اور ضرورت نہین رکھتا۔ اس بیان مین عبداللہ آتھم کو جھوٹا فرض کرنے اور اسکے خوف بلکہ عارضی ایمان کو مان لینے پر بھی کادیانی جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت کذب عبداللہ آتھم مین اس پیشگوئی کا پورا ہونا اور عبداللہ آتھم کا مارا جانا ضروری تھا۔ اور اگر اس مین کادیانی کے فرضی ملہم (معلم الملکوت) یا جعلی خدا (عبداللہ کیحالت ماجد سے ناواقف بیعلم) سے غلطی ہوئی ہے۔ تو وہ اب عبداللہ کو گھنٹون یا دنون یا چند ہفتون مین مارے اور اسکی قسم کا منتظر نہ رہے۔ ورنہ اسکے علم قدرت کو بٹہ لگیگا اور اسپر بھروسی قانون عیسائی گورنمنٹ کا الزام عاید ہوگا۔ جس سے خداوند عالم قادر و عالم الغیب پاک و منزہ ہے۔

عذر سوم کی تائید مین جو **رابعاً** کادیانی نے کہا ہے کہ خدا تعالےٰ نے جب دیکھا کہ موت کا پہلو مجروح و تختہ مشق اعتراضات ہو گیا ہے تب اسنے اسکو بدل دیا ہے۔ اس سے ثابت و متحقق ہتا ہے کہ کادیانی و ہر پیرو اس خدا تعالےٰ کو نہین مانتا جسکو اسلام اور جملہ مذاہب سماوی نے عالم الغیب قادر و مالک تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ کسی ایسی ذات بے برکات عجز سمات کو خدا جانتا ہے جو نہ علم

رکھتا ہے۔ نہ قدرت اور نہ عقل نہ فہم جس سے وہ نفع و نقصان کا موازنہ کر سکے جو حقیقی خدا کو نہ ماننے اور دہریہ ہو جانے کے مساوی ہے۔ پس اگر واقعی کاذبیانی کا یہی اعتقاد ہے جو اسکے اس قول سے مفہوم ہوتا ہے تو پھر اس سے کسی مسئلہ شرعی میں مسلمانوں کو بحث کرنا مناسب نہیں۔ وہ سب مسائل کو چھوڑ کر پہلے اس مسئلہ میں بحث کرے۔ کہ خدا تعالےٰ کو کن صفات سے ماننا چاہیئے۔ اور اگر اسکا یہ اعتقاد یہ نہیں جو اس قول سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کو قادر و عالم الغیب کو مانتا ہے تو اسکو چاہیئے کہ اس قول کو واپس لے اور یہ خیال کرے کہ خدا تعالےٰ کی شان اس بے ضبطی و بے عقلی سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ ایک واقعہ (موت عبداللہ آتھم) کی نسبت اپنی حظیرۃ القدس اور دفتر قضا و قدر میں ایک تجویز مقرر کر کے ایک وقت اور تاریخ معین پر اسکے وقوع کی خبر دیدی۔ پھر جب اس واقعہ کے وقوع کی نسبت لوگوں کے اعتراضات سُنے۔ اور اس واقعہ کے وقوع کو تمسخر اعتراضات ہوا۔ دیکھے۔ تب اس واقعہ کے وقوع کی خبر کو فسخ کر دے۔ مگر اس نسخ کو اپنے خطرہ الغیب میں چھپائے رکھے۔ یا کاذبیانی کے دل و دماغ میں اسکو چھپا رکھے۔ اور اس واقعہ کی مدت وقوع تک اسکو اور کوئی بشر نہ سنے۔ اور جب وہ واقعہ وقوعین نہ آوے اور اس کی تاریخ وقوع گذر جائے تب اس نسخ کا اظہار کرے یا اظہار کا حکم دے۔ پھر جب اس نسخ پر اعتراض کا اندیشہ پیدا ہو کہ یہ محض حیلہ بنایا گیا ہے۔ تو اسکے جواب میں اور اپنی تصدیق کے لئے پہلی واقعہ کے وقوع کی خبر کو دلیل ٹھیرا کر پیش کرے۔ اور یہ کہے کہ اگر تم نہیں مانتے اور ہماری اس نسخ پر اعتراض کرتے ہو تو پھر ہم وہ واقعہ وقوعین لائیں گے اور اس شخص (عبداللہ آتھم) کو اتنی ہی مدت ایک سال میں ماردیں گے۔ اور یہ نہ سوچی کہ اس خبر کے وقوع پر وہی اعتراضات ہوں گے جن سے بھاگ کر ہمنے اس خبر کو منسخ کیا تھا۔ اور ہم اس مثل کے مصداق بنجائیں گے فرمن المطر وقام تحت المیزاب یعنی مینہ سے بھاگا۔ اور پرنالے کے نیچے آکر کھڑا ہوا۔ اس غلطی اور نافہمی پر بھی اس کی شان اجل و ارفع ہے کہ وہ اس واقعہ کے وقوع کے نفع و نقصان کا موازنہ نہ کر سکے۔ اور آسانی سمجھ سکے کہ اس کے وقوع سے اس تعداد کے لوگوں کا تابع ہو جانا۔ اور خبر واقعہ کی صداقت کو مان لینا ممکن ہے کہ در صورت عدم وقوع اعتراض کرنیوالوں کی تعداد اسکے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچے

ان باتون کو سوچکر کادیانی نے اس قول اور الہام کے دعوی کو دو ڈرا نکرے (واپس نہ لے) تو یقین ہوگا کہ وہ دہریہ ہے۔ خدا تعالے کو صفات کمال سے نہین مانتا۔ اور اللہ تعالے کو بے ضبطی بیعقلی کم فہمی و غلطی کے نقائص سے پاک نہین سمجہتا۔ خود تو وہ علوم اسلامی سے جاہل ہی ہے خدا تعالے کو بہی اس مسئلہ سے ناواقف سمجہتا ہے۔ جو اسلام مین متقرر ہے کہ نسخ صرف احکام مین ہوتا ہے اخبار مین اسکا وقوع ہرگز نہین ہوتا کیونکہ اس سے مخبر صادق کا کذب لازم آتا ہے۔ لہذا مخبر صادق اپنی کسی خبر کے وقوع کو کبہی نہین بدلتا۔ اور جس امر کے وقوع کی وہ خبر دیچکا ہو اسکو اعتراضات کے خوف سے خواہ کسقدر ہون وہ ملتوی نہین کرتا۔

کادیانی اگر اپنے فرضی خدا کو ایسا ہی سمجہتا ہے اور ان نقائص سے اسکو پاک نہین سمجہتا۔ تو کم سے کم اسکو عقلا اور اہل مذاہب تمام جہان کے عام خیال کا پاس و لحاظ تو ضروری تہا۔ اگر یہ ڈہکوسلہ بناکر اسکو خدا کے ذمہ لگانا ہی تہا تو وہ بپاس و لحاظ اس عام خیال کے آتنا تو ضرور کرتا کہ اسکو ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء (جو آخری تاریخ میعاد وفات عبد اللہ آتہم تہی۔ نہ ۵ ستمبر ۹۴ء[1] جسکو کادیانی نے اپنی حماقت سے آخری تاریخ بنایا ہوا تہا۔) سے پیشتر مشتہر کر دیتا۔

اس صورت مین بہی گو ہمارے اعتراضات مذکورہ (کہ خدا تعالے اپنے وعدہ کو منسوخ نہین کرتا۔ اور[2] نسخ اخبار مین جاری نہین ہوتا۔ اور[3] پہلے ایسا وعدہ ہی کیون کیا تہا۔ جو مورد اعتراض ہوتا تہا۔ کیا اسکو ان اعتراضات کا علم پہلے سے نہوا تہا۔ پہر[4] دوبارہ اسی امر محل اعتراضات وفات عبد اللہ کو کیون اس نے پیش کیا) تو واقع ہوتے۔ مگر لوگ یہ اعتراض تو نکرتے۔ جواب کر رہے ہین کہ میعاد پیشگوئی گذر گئی۔ اور عبد اللہ آتہم کو موت نہ آئی۔ تب یہ بات بنائی گئی ہے۔ یہ بات اگر خدا کی طرف سے تہی۔

---

[1] اسکی وجہ ظاہر ہے۔ جس تاریخ سے کوئی مہینا شمار کیا جاتا ہے۔ اس تاریخ سے ایک دن پہلے اس مہینے کا اختتام ہوتا ہے۔ اور جس مہینے سے کوئی سال شروع ہوتا ہے اس مہینے سے ایک مہینا پہلے اس سال کا اختتام ہوتا ہے۔ بنا علیہ عبد اللہ آتہم کی میعاد وفات پندرہ ماہ کی ۵ جون ۹۴ء سے جو پہلا دن الہام یا احتلام کادیانی کا تہا) شروع ہوئی تہی تو چاہئے کہ اسکا اختتام ۴ جون ۹۴ء کو ہو۔ کادیانی کا اب بہی سمجہ مین نہ آوے تو کسی

تو انقضاء میعاد کے پہلے کیون مشتہر نہ کی گئی۔

یہ اعتراض ایک طرف سے نہین بلکہ جمہور خلائق کیطرف سے ہین مسلمان ہندو عیسائی سب داخل ہین۔ ہورہا ہے۔ اور یہہ امر کادیانی کو معلوم ہے چنانچہ اپنے اشتہار تین ہزار کے صفحہ ۱۲ کے فٹ نوٹ مین اسکو نقل کیا۔ اور کہا ہے۔ "بعض نادان کہتے ہین کہ یہہ الہام پندرہ مہینے کے اندر کیون شایع نہ کیا۔ مگر فرط دلیری یا ان کہہ بیحیائی سے اسکا جواب کوئی نہین دیا۔ صرف اسقدر کہدیا ہے۔ سو واضح ہو کہ پندرہ مہینے کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تھا۔ پھر جبکہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دیدیا تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے۔" جسکو ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس سوال کا جواب کوئی نہین دیا۔ اور عدم شاعت الہام قبل از انقضاء مدت کے وجہ کوئی بیان نہین۔ صرف اسکے ثبوت کا دعوٰی بلا دلیل کر دیا۔ اور نہ ماننے والون کو بے ایمان کہدیا ہے۔

ہم اس مقام مین اس اعتراض کو چند اشخاص مختلف مذاہب سے نقل کرکے کادیانی کو شرمندہ کرتے اور یہہ بتاتے ہین کہ یہہ اعتراض بعض کیطرف سے نہین جیسا کہ کادیانی نے کہا ہے۔ بلکہ یا جمہور کی جانب سے ہے۔ اور کادیانی سے پوچھتے ہین کہ آپنے اسکا جواب کیا دیا اور کہان دیا۔ اور کس تاریخ آپ کو یہہ الہام ہوا تھا۔ اور کس شخص کو آپنے سنایا تھا۔

اسلامی اخبار نور علی نور کے پرچہ ۱۶ ربیع الاول مین اسکا سنی مسلمان ایڈیٹر لکھتا ہے جسکو آپکے چیلے حواری دوسرے ایڈیٹر نے اپنے سکوت کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۲ء تک تو یہہ دعوے کہ جبتک عبداللہ آتھم نہ مرے سورج غروب نہ ہوگا۔ جب عبداللہ آتھم ۵ ستمبر تک نہ مرا اور سارے جہان نے تمہین لعنت اور ملامت کی تو یہہ الہام ہوا کہ عبداللہ آتھم نے اپنے دلمین کسیقدر حق کیطرف رجوع کیا۔ اگر ۵ ستمبر سے پہلے مشتہر کر دیتے کہ وہ دلمین مسلمان ہوگیا اب نہ مریگا۔ تو ایک بات بھی تھی آخر مین سوال وجواب کے طور پر موت کے پہلو بدلنے کا عذر ایسا ہے کہ بس آپکی خدا کی خدائی ظاہر ہوگئی۔ جب آپکے خدا نے دیکھا کہ موت کا پہلو تختہ مشق اعتراضات ہوگیا۔ تو ناچار دوسرا پہلو اختیار کیا۔ مگر تمہارے خدا کو اتنی عقل بھی نہ تھی کہ موت کے پہلو مین تو صرف بعض مخالفون کے اعتراض ہوتے اور ہزارہا نادان

مخالف آپکے مطیع اور تابعدار ہو جاتے اور مرید علم الیقین سے عین الیقین کے درجہ کو پہنچے۔ برخلاف دوسرے پہلو کے جو تمہارے خدا نے اختیار کیا تمکو سارا جہان موافق اور مخالف سب لعنت اور ملامت کرتا ہے۔ مینہہ سے بہاگ کر پرنالہ کے نیچے پناہ لینا تمہارے فرضی خدا کا کام ہے۔ نہ علام الغیوب کا۔

ایک اور اسلامی اخبار (پیسہ اخبار) لکہتا ہے۔ پچھلے ہفتہ مین مرزا صاحب قادیانی کی پیشگوئی کے غلط نکلنے کی خبر چہاپ چکے ہین۔ اگر اتفاقاً مرزا صاحب کی پیشگوئی صحیح بہی ہو جاتی تو بہت سے خوش اعتقادون اور عام لوگون کے بہکنے کا اندیشہ تہا۔ مرزا صاحب بجاے اسکے کہ پیشینگوئی کے غلط نکلنے پر اقرار ندامت کرتے کہ یہہ کام خدا ہی کے سپرد ہے۔ انہون نے ایک اشتہار چہاپ کر دعوی کیا ہے کہ حقیقت مین انہین ہی فتح ہوئی ہے۔ وہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ عبداللہ آتہم صاحب نے کسی وقت دلمین اسلام کی صداقت تسلیم کی ہوگی۔ اسلئے ان کے الہام کی شرط کے مطابق خدا نے انہین نہین مارا۔ کیا مرزا صاحب کا خدا اتنا بہی عالم الغیب نہین تہا۔ کہ وہ انہین پہلے ہی نتیجہ سے مطلع کر دیتا۔ اس کے علاوہ دوسرا الہام مرزا صاحب کو ایسے آخری وقت مین ہوا جبکہ ساری دنیا پر ان کی قلعی کہل گئی۔ اگر ۵ ستمبر سے دس روز پہلے بہی وہ ایسا مشتہر کر دیتے تو ایک بات تہی عذر گناہ بدتر از گناہ کے مثال مرزا صاحب کے آخری اشتہار سے بہتر کہین نہین ملی اور ہمین سخت افسوس ہے کہ ایسے لائق آدمی ایسی بیہودہ دلیلون کی آڑ مین پناہ لین۔

عیسائی اخبار نور افشان نے پرچہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۴ء مین پادری جی ایل ٹہاکر داس سے نقل کیا ہے۔ کمترین نے نور افشان مطبوعہ ۱۷ اگست مین مضمون الہام الٰہی اور الہام ارواحی کے آخر مین اپنی دور اندیشی سے یہ لکہا تہا کہ کہین ایسا نہو۔ جو آپکی پیشگوئی کی تاریخ بڑہ جائے۔ اور اگر ایسا ہوا کرے تو مسٹر آتہم کیا جسکو چاہین تاریخون ہی سے مار سکتے ہین۔ اب مرزا قادیانی نے اپنے اس اشتہار کے رو سے جسکی کیفیت سنا رہا ہون کمترین کی دور اندیشی کی تکمیل کر دی ہے۔ اور ایک سال کی زیادہ تاریخ بڑہانے کے لئے مسٹر آتہم صاحب سے درخواست

کی ہے۔ اگر مرزا صاحب کو صحیح الہام ہوا تھا تو اس الہام کی خدا کو زیادہ فکر ہونی چاہئے تھی اور لازم تھا کہ جب ہمنے اندیشہ از دیاد تاریخ کا ظاہر کیا تھا۔ تو مرزا صاحب بھی ترمیم الہام کو تبرے پہلے مشتہر کر دیتے لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ مرزا صاحب اب الہام کی حالت چھوڑ دیں اور سچے دل سے توبہ کریں۔ خداوند یسوع کو قبول کرنیکا وعدہ فرماتا ہے۔ اور ان کے مریدوں کو چاہئے کہ مرزا صاحب کی اس نئی ترمیم الہام کی کچھ پروا نہ کریں۔ اور اب مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑیں۔ جو کچھ ہو چکا سو کافی ہے۔

ایک ہندو اخبار کوہ نور لکھتا ہے "جیسا کہ ہم گذشتہ ہفتہ کے اخبار میں لکھ چکے ہیں۔ ہمیں پوری امید تھی کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے غلط ثابت ہونے پر ضرور کوئی نہ کوئی تاویل فرمائیں گے۔ ہمارا یہ خیال صحیح نکلا چنانچہ مرزا صاحب نے فتح اسلام کے نام سے ایک اشتہار مشتہر کیا ہے۔ جسمیں وہ ایک تازہ الہام کے بموجب یوں تاویل فرماتے ہیں۔ اب ہمیں خدا تعالےٰ نے اپنے خاص الہام سے جتلایا کہ آتھم صاحب کے عظمت اسلام کا خوف اور ہم اور غم اپنے دلمیں ڈالکر بیتعدی حق کیطرف رجوع کیا۔ جس سے وعدہ موت میں تاخیر ہوئی۔ یہ ایک نہایت بیہودہ اور بیجا تاویل ہے۔ اگر مرزا صاحب بہم صادق ہوتے تو ان کو میعاد مذکور کے اندر ہی یعنے ۵۔ ستمبر ۱۸۹۷ء سے پہلے ظاہر کر دینا چاہئے تھا کہ عبداللہ آتھم نہیں مریگا۔ اب کہ پیشگوئی غلط ثابت ہو چکی۔ اور چاروں طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ ہوئی تو ہمیں ان کو یہ الہام ہوا۔ "مشتے بعد از جنگ کے مصداق ہے۔ اس کیسیقدر کے لفظنے اور ہی جان ڈالدی ہے"

ایسا ہی بہت سے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ انہی معترضین کے سلسلہ میں مسلمان اودھ اخبار نے (جنمیں ایک جوانمرد منشی مولوی سعداللہ صدی بھی شامل ہیں کادیانی پر اشتہار ۱۶۔ ستمبر کے میں یہ اعتراض کیا کہ اے مسیحیو! جائے غور ہے۔ خدا نے تو تمہارے مسیح کو آتھم کے رجوع بحق کی اطلاع دیدی۔ اور وہ علانیہ اسے اقرار کفر اور تثلیث پر اپنے حال و قال اور چال سے کادیانی کی تکذیب کر رہا ہے۔ اور کادیانی کہتا ہے کہ نہیں یہ دل میں راجع بحق ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور اس قسم کے دھوکے دینے کے بعد جسکا پردہ پھٹ جائے۔ جینے سے مرجانا بہتر ہے۔

کادیانی کی ساتویں بات اور فخریہ الزام کا جواب بھی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے کہ اب فرمائیے کادیانی جی ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے جسنے صاف طور پر ثابت کر دیا ہے کہ قوم نے (باوجودیکہ ان کو بشرط ایمان نہ لانے کے عذاب کا ڈر سنایا گیا تھا۔ اور انہوں نے اسکے جواب میں یہہ کہہ بھی دیا تھا۔ کہ ہم عذاب دیکھینگے۔ تب ایمان لائینگے) اسلئے اضطراب کیا۔ اور ایسی دردناک صورت بنالی کہ حضرت یونسؑ نے اپنے ظن سے (جسکی تشریح ہو چکی ہے) نہ وحی الٰہی سے ان کو ڈرا دیا تھا۔ کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا۔ اور حضرت یونسؑ ہی (باوجودیکہ انکو وحی الٰہی نے یہ خبر دی تھی کہ عذاب شرطی ہے اور بحالت عدم ایمان قوم ہے قطعی اور بہرحال) اسلئے قوم کی تکذیب سے ڈر کر انکیطرف جانے سے انکاری ہوئے۔ کہ وہ اپنے اسی ظن سے (جسکی تشریح ہو چکی ہے) نہ وحی الٰہی سے اس عذاب کو قطعی ٹھہرا چکے تھے اور قوم کو کہہ چکے تھے کہ تمہارے ایمان لانے سے یہہ عذاب نہ ٹلیگا۔

کادیانی کی آٹھویں بات کا جواب۔ اور عبارت کتاب یونہ کی تشریح۔

اس کتاب کے کسی فقرہ اور کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جو وعدہ حضرت یونسؑ کو عذاب قوم کا دیا گیا تھا وہ قطعی تھا۔ بلکہ اسکے باب ۳ کی دوسری آیت میں حضرت یونسؑ کا یہہ کہنا کہ "کیا یہہ میرا مقولہ نہ تھا جسوقت میں ہنوز وطن میں تھا۔ اسلئے میں آگے سے ترسیس کو بھاگا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کریم اور رحیم خدا ہے جو غصہ کرنے میں دھیما اور نہایت مہربان ہے"۔ صاف بتا رہا ہے کہ حضرت یونسؑ کو پہلے ہی سے اس امر کا علم تھا۔ کہ خدا رحیم و کریم ہے وہ اس قوم کو عذاب نکریگا اور جو وعدۂ عذاب وہ دیگا وہ قطعی وعدہ نہوگا۔ اور اسی خیال سے اور اسی خوف سے وہ رسالت کی وجہ سے بھاگ گئے اور اسکی وجہ سے وہ مچھلی کے پیٹ میں قید و مبتلا ہوئے اگر وہ خدا کے وعدہ کو قطعی سمجھتے تو وہ پہلے سے یہ اندیشہ اسکے عدم وقوع کا کر کے ترسیس کو نہ بھاگتے۔ اس خیال عدم وقوع عذاب موعود سے انکا بھاگنا صاف بتاتا ہے کہ وہ اس وعدہ عذاب کو قطعی اور اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وقوع کو یقینی نہ سمجھتے ہے" آپکے ان الفاظ سے یہہ بات سمجھی جاتی ہی۔ اسلئے کادیانی نے باب کی آیات کا انتخاب کیا۔ تو آیت ۴ کا یہہ فقرہ نقل نہ کیا۔ اور اس نقل مین سرقہ کا ارتکاب کیا اور ناظرین کو دہوکا دیا۔

اس آیت کے اخیر مین جو حضرت یونس سے یہ فقرہ منقول ہے کہ خدا پچھتایا کے اپنے کو بدی سے باز رکہتا ہے سا ایسا ہی باب ۳ کی آیات نمبر ۱۰ مین جسکو کادیانی نے نقل کیا ہے۔ خدا کو پچھتانے کا لفظ ہے۔ شاید کادیانی نے اس سے اس وعدہ کا قطعی ہونا نکالا ہے مگر اسکی یہ سخت دہوکا دہی ہے

اول تو بائبل کے اس قسم کے مضمون یا الفاظ عیسائیون کے لئے حجت و سند ہو سکتے ہین جو بائبل کو جمیع الفاظ و مطالب الہامی مانتے ہین۔ یا کادیانی کے لئے حجت ہونگے جو عیسائیون کا ہوتا بھائی بنا ہوا ہے۔ مسلمان تو (بحکم منطوق واجب الوثوق آنحضرت کے کہ لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم یعنے نہ تو اہل کتاب کی ہر ایک بات مین تصدیق کرو۔ نہ تکذیب جسکی شرح اشاعۃ السنۃ نمبر (۳) جلد (۱۱) مین ہو چکی ہے) ان کتابون کی ایسی باتون پر جن کی تصدیق قرآن و حدیث مین نہین ہے۔ یقین نہین کرتے۔ اور اگر بطور فرض محال اس لفظ کو صحیح اور تحریف سے محفوظ مان لیا جاوے تو پہر اس لفظ پچھتانے کے وہ معنے مراد نہ سمجہے جاوینگے جو انسانون مین پائے جاتے ہین کہ پہلے ایک بات کہین پہر اسمین غلطی دیکہکر اسپر نادم ہو کر برخلاف اسکے کہین۔ ان معنے کو خدا تعالے کو پچھتانے والا سمجہنا خدا تعالے کو غلط فہم اور خطاکار انسان کی مانند جاننا ہے۔ جس سے اللہ تعالے کی شان پاک اور ارفع ہے بلکہ اسکے معنے صرف بنظر لوازم (بسبب حقیقت جسکا علم بجز خدا کسیکو نہین) یہ سمجھنے چاہئیے کہ پہلے ایک حالت (مثلاً بدی) کی نظر سے ایک حکم دینا پہر دوسری حالت (نیکی) کی نظر سے دوسرا حکم دینا جو صورت و پیرایہ مین اسی انسانی پچھتانے کے مشکل ہے اور حقیقت اور معنے مین اس سے جداگانہ ایسا ہے خدا تعالے کا غصہ ہونا رحم کرنا۔ وغیرہ صفات مین جو لوازم و آثار مین انسانی صفات کے مشابہ مین اور درحقیقت وہ انسانی صفات کی مانند اور مثل نہین ہین۔ کادیانی نے اگر پچھتانے کے وہی انسانی پچھتاوہ کے معنے سمجہ کر اس سے نکالا ہے کہ پہلے

خدا نے قوم کے بعد ایمان لانے سے بے خبر ہونیکی وجہ سے وعدہ قطعی عذاب کا کیا۔ پھر جب وہ لوگ ایمان لے آئے تو خدا تعالےٰ کو اسکا پتہ لگا۔ اور علم ہوا۔ تو اسکو پہلے وعدہ پر افسوس ہوا۔ اور اسکو نادم ہو کر اپنے وعدہ کو بدلنا پڑا۔ تو اسکے برابر دنیا مین کوئی احمق اور خدا کا فروسنکر نہین کیا وہ خدا کے غضب کو بھی اس معنے کر سمجھتا ہے۔ جو انسانون مین پیدا ہوتا ہے کہ خون مین جوش آجاتا ہے اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور حواس مین تغیر ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے رحم کے بھی یہی سمجھتا ہے کہ اسکے دل مین گدگدی پیدا ہو جاتی ہے اور اسپر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اسکا اعتقاد ہی تو پہلے وہ خدا تعالےٰ اور اسکی صفات پر ایمان صحیح کرے پھر بائبل کی اس آیت سے ہاتھ مارے۔ اور اگر کادیانی اس کتاب کے ان الفاظ سے کہ یونہ اس سے ناخوش اور نپٹ رنجیدہ ہوا۔ اور خدا سے دعا مانگی کہ میری جان مجھ سے لے کیونکہ میرے جینے سے مرنا بہتر ہے" قطعیت وعدہ عذاب نکالتا ہے۔ تو یہ بھی اسکی سخت حماقت یا پرلے سرے کی دھوکا دہی و بے ایمانی ہے کیا وہ اس کلام کے یہ معنے سمجھتا ہے کہ حضرت یونسؑ نبی عذاب ٹلجانے سے خدا تعالےٰ پر غصہ اور رنجیدہ ہو گئے۔ اور اسی معنے کے ساتھ وہ اس کلام کو پاک نوشتہ کہتا ہے اور پھر مسلمان ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔

ہم بحوالہ تفسیر کبیر وغیرہ ثابت کر چکے ہین کہ خدا تعالےٰ پر غصہ کرنا کافرون کا کام ہے۔ نہ مسلمانون کا۔ چہ جائیکہ انبیاء علیہ السلام کا ہو۔ جو خلقت کو ہدایت کرنے اور کفر سے بچانے کے لئے آئے ہین۔ لہذا اس کلام کے معنے اگر اسکو الہامی اور تحریف سے محفوظ تسلیم کیا جائے وہی ہین جو قرآن کے لفظ مغاضب اور دونون پہلی روایات تفسیر کبیر و درمنثور کی شرح مین بیان ہو چکی ہین کہ آپ قوم سے رنجیدہ ہوئے ہین۔ کہ وہ کیون بگڑی ہوئی میرا کہنا نہین مانتے تھے۔ اور اسی رنج مین وہ کلمہ بیساختہ ان کے مونہہ سے نکلگیا۔ اس رنجیدہ ہونے اور ایسے وہ کلمہ کہنے کی نظیر حضرت یونسؑ کا درخت رینڈی کے خشک ہو جانے پر رنجیدہ ہونا اور یعنیہا وہی کلمہ کہنا ہے جو اس کتاب کے باب ۴ آیت ۸ و ۹ مین موجود ہے اور وہ صلہ رسالہ مین منقول ہے۔ جس سے کوئی احمق سے احمق بھی نہین نکالتا۔ کہ وہ رنجیدہ ہونا خدا پر تھا اور اسپر